امام فخر الدین رازی کی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں بعض ضعیف روایات کا علمی جائزہ

(سورہ الزمر آیت 53 تا سورہ فصلت)

A scholarly review of some Dha'eef narrations in Imam Fakhruddin al-Razi's tafsir "Mafatih al-Ghaib" (Surah al-Zumar Ayat 53 to Surah Fussilat)

سریر خان[i] ڈاکٹر عرفان اللہ[ii]

Abstract

The Holy Quran is the last divine book. It consists of two types of verses. Some verses are so clear and evident that anyone who knows Arabic language can easily understand their meaning. The other type of verses is comprehensive in meaning and in which there is some ambiguity in explanation. To understand the meaning of these verses, the science of tafsir was introduced. The basic sources of the science of tafsir are itself Quran and the Hadith of the prophet (SAW).The Hadith is the second source of tafsir, but its validation is based on authentic sanad. Because after the companions some fabricators presented countless narrations and attributed to the prophet (SAW), so the scholars of Hadith founded the science of "Jarh o Ta'dil", due to which authentic and unauthentic narrations were distinguished. Most of tafasir consist of large number of fabricated and weak narrations which impact their authenticity. It is need of the present to search the fabricated and weak narrations in different tafasir. Imam Fakhruddin al-Razi was an encyclopedic person, he has written a detailed tafsir named as "Tafsir al-Kabir". Its real name is "Mafatih al-Ghayb" but it is better known by "Tafsir al-Kabir". It is a great tafsir in volume as well as in status, but unfortunately Imam Razi has quoted some weak narrations in it. In this article some weak narrations in "Surah al-Zumar to surah Fussilat" have been reviewed scholarly in the light of the views of the scholars of Jarh-o-Ta'dil".

Keywords

Divine, evident, Fabricator, Attributed, Encyclopedic

i پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

ii اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

امام الرازی کا تعارف

امام فخر الدین الرازی محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی التیمی البکری ۲۵ رمضان ۵۴۴ھ/۱۱۵۰ء کو "الری" میں پیدا ہوئے۔ آپ کے باپ ضیاء الدین (اصل نام عمر) "الری" میں خطیب تھے اسی وجہ سے آپ ابن خطیب کے نام سے مشہور ہوئے۔ شافعی المذہب اور اشعری عقیدہ رکھتے تھے۔ ہرات میں شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ علم کلام و فلسفہ اور معقولات میں اپنے دور کے تمام اہل علم پر فوقیت رکھتے تھے۔ غزنی کے سلطان شہاب الدین غوری اور خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش آپ کے بڑے معتقد تھے۔ یکم شوال ۶۰۶ھ کو بروز دوشنبہ ۶۳ سال کی عمر میں ہرات میں وفات پائی اور اُسی شام ہرات کے قریب "مزداخان" نامی گاؤں کے پاس ایک پہاڑ پر دفن کئے گئے۔ آپ کا سبب وفات یہ بیان کیا جاتا ہے کہ فرقہ کرامیہ اور آپ کے درمیان عرصہ دراز سے نزاع جاری تھی۔ آپ اُن کو بُرا بھلا کہتے تھے اور وہ آپ کی توہین کرتے تھے۔ اس لیے انہوں نے آپ کو زہر دے کر آپ سے نجات حاصل کی[1]۔

امام رازی کی مشہور تصنیفات

امام رازی عمر بھر تصنیف و تالیف میں مشغول رہے اور تقریباً ہر فن میں کتابیں لکھیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امام رازی اُن شوافع میں سے ہیں جنہوں نے مختصر اور ضخیم دونوں قسم کی کتابیں لکھیں۔ آپ تقریباً دو سو (200) کتابوں کے مصنف ہیں[2]۔

آپ کی مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں[3]:

1. مفاتیح الغیب المعروف تفسیر الکبیر
2. تفسیر سورۃ الفاتحہ (تفسیر الکبیر کی پہلی جلد)
3. المطالب العالیہ (علم کلام پر)
4. البیان والبرہان (علم کلام پر)
5. المحصول فی علم الاصول (اصول فقہ پر)
6. شرح الاشارات ابن سینا
7. شرح المفصل فی النحو للزمخشری
8. شرح الوجیز فی الفقہ للغزالی
9. شرح اسماء الحسنیٰ
10. مناقب امام شافعی

تفسیر الکبیر کا تعارف

امام رازی کی تفسیر کا نام تو "مفاتیح الغیب" ہے لیکن اگر ساتھ مصنف کا نام نہ لیا جائے تو مخصوص علماء کے علاوہ عوام اور خواص دونوں سمجھ نہیں سکیں گے کہ یہ کس کی تصنیف ہے اس لیے کہ یہ "التفسیر الکبیر" کے نام سے مشہور ہے۔اور تفسیر کبیر کا نام سنتے ہی علم تفسیر کے ساتھ تھوڑی سی مناسبت رکھنے والا شخص بھی سمجھ جاتا ہے کہ یہ امام رازی کی تفسیر ہے۔ تفسیر کبیر کے نام سے شہرت کی وجہ یہ ہے کہ یہ فی الواقع بڑی تفسیر ہے چھوٹی نہیں ہے۔ کیفیت اور شان کے اعتبار سے بھی کبیر ہے کیوں کہ اس میں عظیم اور دقیق علوم و معارف بیان ہوئے ہیں اور ہر فن اور علم سے متعلق بڑی مفید مباحث حسن ترتیب اور حسن بیان کے ساتھ تحریر کی گئی ہیں[4]۔

یہ تفسیر عام طور پر تفسیر الکبیر کے نام سے مشہور ہے لیکن خود امام فخر الدین نے اس کا نام مفاتیح الغیب رکھا تھا۔یہ بہت بڑی ضخیم تفسیر ہے لیکن امام رازی اس کو پورا نہ کر سکے۔ حاجی خلیفہ نے لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین احمد بن محمد نے اس کا تکملہ لکھا۔ جو حصہ ناقص تھا اس کی تکمیل قاضی شہاب الدین بن خلیل دمشقی نے کی۔[5]

عبد السلام ندوی لکھتے ہیں:

> "شہاب خفاجی نے شرح الشفاء میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے صرف سورۃ الانبیاء تک تفسیر لکھی تھی لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ امام صاحب کی یہ عادت تھی کہ اکثر سورتوں کے خاتمے پر لکھا ہے کہ اس سورۃ کی تفسیر فلاں دن، فلاں مہینہ اور فلاں سن میں ختم ہوئی۔اس قسم کی تصریحات سورۃ الانبیاء کے بعد بھی متعدد سورتوں میں ملتی ہیں۔ مثلاً: سورۃ المؤمن کی تفسیر کے خاتمے پر لکھتے ہیں کہ اس سورۃ کی تفسیر پیر کے دن ۲ ذی الحجہ ۶۰۳ھ کو ہرات کے شہر میں ختم ہوئی۔اسی مہینے میں انہوں نے سورۃ حم، سورۃ شوریٰ، سورۃ زخرف، سورۃ جاثیہ، سورۃ احقاف اور سورۃ محمد کی تفسیر بھی لکھی ہے اور سب میں اس قسم کی تصریح کر دی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ محمد تک خود امام رازی نے تفسیر کی ہے لیکن اس کے بعد اس قسم کی تصریحات نہیں ملتی۔ بہر حال اس تفسیر کا اکثر حصہ خود امام رازی نے تحریر کی ہے۔ جو تفسیر رہ گئی تھی اس کی تکمیل سب سے پہلے قاضی شہاب الدین بن خلیل نے کی اور اُن کے بعد شیخ نجم الدین احمد بن محمد نے بھی تکملہ لکھا[6]۔"

اس تفسیر کی تکمیل جس نے بھی کی ہے کمال کی ہے۔اس لیے کہ قاری قطعاً یہ محسوس نہیں کرتا کہ یہ ایک شخص کی تصنیف ہے یا اس کے لکھنے والے زیادہ ہیں۔اس پوری تفسیر میں اسلوب نگارش ایک ہی طریقے کا ہے۔اس لیے کوئی شخص اس بات کی نشان دہی نہیں کر سکتا کہ امام رازی نے کہاں تک لکھا اور صاحب تکملہ کی تحریر کہاں سے شروع ہوئی۔[7]

تفسیر کبیر کی خصوصیات

اس تفسیر کی نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں[8]۔

1. ہر آیت کی تفسیر، ترکیبِ نحوی اور شانِ نزول سے متعلق سلف کے جتنے اقوال ہیں، اُن کو نہایت مرتب انداز میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ جس سے بآسانی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کتنے اقوال ہیں اور کیا کیا ہیں؟ دوسری تفاسیر میں یہ مباحث عموماً منتشر اور بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن سے خلاصہ نکالنے میں وقت لگتا ہے۔ لیکن اس تفسیر میں یہ سب باتیں یک جا مل جاتی ہیں۔
2. قرآن کریم کے اندازِ بیان کی شوکت وعظمت کو پوری تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔
3. آیت سے متعلق جو فقہی احکام ہوتے ہیں۔ انہیں تفصیلی دلائل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔
4. آیت میں جن باطل فرقوں اور عقل پرستوں نے کوئی معنوی تحریف کی ہوتی ہے، اُن کی خوب تردید کی گئی ہیں۔
5. تخلیقِ کائنات کے اسرار ورموز اور انسانی بدن کی منفعت وطبیعت کو بیان کیا گیا ہے۔
6. ربطِ آیات کو اتنی دل نشین اور معقول انداز میں کرتے ہیں کہ اس پر دل نہ صرف مطمئن ہو جاتا ہے بلکہ اس سے قرآن کریم کی عظمت کا غیر معمولی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔
7. قرآنی آیات اور اسلامی احکام کے اسرار و حِکم پر بھی اُن کا کلام خوب ہے۔

تفسیر الکبیر میں بعض قابل غور اور تحقیقی اُمور

عظیم فوائد کے حامل اس تفسیر میں بعض اُمور قابل غور اور تحقیقی ہیں:

1. اس میں احادیث وروایات کی تخریج نہیں کی گئی ہے۔
2. اس میں احادیث کی صحت وعدم صحت سے بحث نہیں ہوئی ہے۔
3. اس کا اُردو ترجمہ تاحال میسر نہیں ہے۔
4. اعلام کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔
5. بلاد واماکن کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔
6. تحقیقی اور فنی فہارس بھی مرتب نہیں۔

تفسیر الکبیر میں احادیث کا منہج

تفسیر الکبیر اگرچہ بڑی ضخیم تفسیر ہے لیکن احادیث نقل کرنے میں اختصار سے کام لیا گیا ہے اور اپنے ہم عصر اور ماقبل مفسرین سے الگ راہ اختیار کی ہے یعنی عقلی مباحث کی بجائے نقلی مباحث پر زیادہ توجہ دی ہے۔ اس میں احادیث سے استفادہ نہ ہونے کے برابر ہے اور اگر کسی جگہ پر احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے تو وہ مندرجہ ذیل خامیوں کے حامل ہیں۔

1. سند کو حذف کیا گیا ہے۔
2. کتب صحاح ستہ سے نہایت کم استفادہ کیا گیا ہے۔

3. اکثر احادیث کو روایات بالمعنیٰ لیا گیا ہے۔

سورۃ الزمر آیت ۵۳ تا سورۃ فصلت میں ضعیف احادیث کا تحقیقی جائزہ

1. وَرَوَى الرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ عَلَى التَّأْنِيثِ[9]

"ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ آیت تانیث کے صیغے کے ساتھ پڑھتے تھے۔"

اصل روایت یہ ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ، يَذْكُرُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: " قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَى قَدْ جَاءَتْكِ آيَاتِي فَكَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتِ وَكُنْتِ مِنَ الْكَافِرِينَ[10]

یہ ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایت ہے کیوں کہ ربیع بن انس کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں۔

امام ابو داؤد اس روایت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

هَذَا مُرْسَلٌ الرَّبِيعُ لَمْ يُدْرِكْ أُمَّ سَلَمَةَ[11]

2. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کی تفسیر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے عثمان اس بارے میں آپ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔اس کی تفسیر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہے[12]۔"

یہ روایت الدعا للطبرانی اور الاسماء والصفات سے لیا گیا ہے۔

اس روایت کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا يُوسُفُ الْقَاضِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، ثنا أَغْلَبُ بْنُ تَمِيمٍ، ثنا مَخْلَدٌ أَبُو الْهُذَيْلِ الْعَبْدِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[13]

اس کی سند میں اغلب بن تمیم اور مخلد دونوں ضعیف ہیں۔

أ. اغلب بن تمیم، امام بخاری کی تصریح کے مطابق منکر الحدیث تھا[14]۔

ب. ابن حبان لکھتے ہیں:

"ابو ہذیل مخلد بن عبد الواحد شدید منکر الحدیث ہے[15]۔"

ت. ابن الجوزی اس روایت کی سند کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس کے راوی اغلب، یحیی کے نزدیک " لَيْسَ بشيء " ہے اور مخلد ابن حبان کے نزدیک منکر الحدیث ہے[16]۔"

3. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: عِنْدَ نَفْخَةِ الصَّعْقِ يَمُوتُ من في السموات وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَمَلَكَ الْمَوْتِ ثُمَّ يُمِيتُ اللَّهُ مِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَيَبْقَى جِبْرِيلُ وَمَلَكُ الْمَوْتِ ثُمَّ يُمِيتُ جِبْرِيلَ[17]

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نَفْخَةُ الصَّعْقِ کے وقت آسمانوں اور زمین میں سب مر جائیں گے مگر جبریل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور ملک الموت علیہ السلام زندہ باقی رہیں گے۔ پھر اللہ تعالی میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کو موت دے گا اور جبریل علیہ السلام اور ملک الموت علیہ السلام باقی رہ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالی جبریل علیہ السلام کو موت دے گا۔"

یہ روایت تفسیر الطبری اور الثعلبی میں درج ذیل سند کے ساتھ مذکور ہے:

حدثني هارون بن إدريس الأصم، قال: ثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربي، قال: ثنا محمد بن إسحاق، قال: ثنا الفضل بن عيسى، عن عمه يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك[18]

اس روایت کی سند میں یزید الرقاشی ضعیف ہے۔

أ. امام نسائی کی تصریح کے مطابق یزید بن ابان الرقاشی متروک الحدیث تھا[19]۔

ب. ابن حبان لکھتے ہیں:

"یزید بن ابان شب زندہ دار اور شریف آدمی تھے مگر حدیث سے قطعاً ناواقف تھے۔ اس لیے اُن کی روایت لیس بشيء ہوتی ہے[20]۔"

ت. امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث تھے۔ امام ابو حاتم الرازی کہتے ہیں کہ اُن کی وہ روایتیں محل نظر ہوتی ہیں جو حضرت انس بن مالک کی سند سے منقول ہوں۔ یہ پرہیزگار آدمی تھا لیکن ان کی روایتیں بناوٹی ہوتی ہیں[21]۔

4. أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ وَعِلِّيُّونَ لِلْأَبْرَارِ»[22]

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"اکثر اہل جنت سیدھے سادے اور صاف دل ہوں جب کہ اعلیٰ جنت کا مقام ابرار کے لیے ہے۔"

اس روایت کی سند ہے:

حَدَّثنا محمد بن عيسي، حَدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُزَيْزٍ، حَدَّثنا سَلاَمَة بْنُ رَوْح , عَنْ عُقَيل، عَن ابْنِ شِهَابٍ، عَن أَنَس؛ أَنَّ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[23]

یہ روایت سلامہ بن روح کی وجہ سے ضعیف ہے۔

امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں:

"انہوں نے عقیل سے روایت نہیں سنی، بلکہ اُن کی کتابوں کا مطالعہ کر کے "قال عقیل" سے اُن کی روایت کرتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے سلامہ بن روح کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ قوی نہیں ہے۔ غفلت کا شکار ہوتے ہیں۔ میں نے حافظ ابوزرعہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے[24]۔"

5. وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَتَفَكَّرُوا فِي عِظَمِ رَبِّكُمْ وَلَكِنْ تَفَكَّرُوا فِيمَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَإِنَّ خَلْقًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهُ إِسْرَافِيلُ زَاوِيَةٌ من زوايا الْعَرْشِ عَلَى كَاهِلِهِ، وَقَدَمَاهُ فِي الْأَرْضِ السُّفْلَى، وقد مرق رأسه من سبع سموات وَإِنَّهُ لَيَتَضَاءَلُ مِنْ عَظَمَةِ اللَّهِ حَتَّى يَصِيرَ كَأَنَّهُ الْوَصْعُ»[25]

"تم اپنے رب کی عظمت میں غور مت کرو بلکہ اُس کے پیدا کئے ہوئے فرشتوں میں فکر کرو۔ کیوں فرشتوں میں ایک کا نام اسرافیل ہے، عرش کے کونوں میں سے ایک اُس کے کندھے پر ہے اور اس کے پاؤں نچلے زمین پر ہیں اور اپنا سر سات(7) آسمانوں سے اوپر اٹھایا ہوا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے گویا کہ وہ (الْوَصْعُ) بن جاتا ہے۔"

الْوَصْعُ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔

یہ روایت تفسیر الثعلبی میں اسی سند کے ساتھ مذکور ہے:

شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ عن ابن عبّاس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم[26]

یہ روایت شہر بن حوشب کی وجہ سے ضعیف ہے۔

أ. ابن حجر کہتے ہیں:

"اس روایت کا راوی شہر بن حوشب صدوق، کثیر الاسال اور کثرت الاوہام کا شکار ہوا کرتا تھا[27]۔"

ب. امام شعبہ کے نزدیک شہر بن حوشب مطعون راوی تھے[28]۔

ت. حافظ مزی کہتے ہیں:

"شہر بن حوشب اور اس کی روایات سے دھوکا میں نہیں پڑنا چاہئے[29]۔"

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِي الْإِسْلَامِ[30]

"اسلام میں نہ ضرر ہے اور نہ ضرر پہنچانا ہے۔"

یہ واسع بن حبان کی مرسل روایت ہے:

6. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَغْرَاءَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ، وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، قَالَ: كَانَتْ لِأَبِي لُبَابَةَ --- فَإِنَّهُ لَا ضَرَرَ فِي الْإِسْلَامِ وَلَا ضِرَارَ[31]

یہ روایت امام طبرانی کی المعجم الاوسط میں متصلاً منقول ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبْدُوسَ بْنِ كَامِلٍ قَالَ: نَا حَيَّانُ بْنُ بِشْرٍ الْقَاضِي قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ، وَاسِعِ بْنِ حِبَّانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"لَا ضَرَرَ، لَا ضِرَارَ فِي الْإِسْلَامِ"[32]

مگر اس کے راوی ابن اسحاق کے بارے میں ابو الحسن الہیثمی لکھتے ہیں:

"اس حدیث کی سند میں ابن اسحاق ثقہ مگر مدلس تھے[33]۔"

7. الصِّدِّيقُونَ ثَلَاثَةٌ: حَبِيبٌ النَّجَّارُ مُؤْمِنُ آلِ يَاسِينَ، وَمُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ الَّذِي قَالَ: أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَالثَّالِثُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ أَفْضَلُهُمْ[34]

"صدیقین تین ہیں، حبیب نجار جو آل یاسین میں سے مومن تھا، آل فرعون کا مومن جس نے کہا تھا(اَ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ)اور علی بن ابی طالب جواُن میں سب سے افضل ہے۔"

اصل روایت یہ ہے:

وَفِيمَا كَتَبَ إِلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَنَّامٍ الْكُوفِيُّ، يَذْكُرُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى الْمَكْفُوفَ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أنا عَمْرُو بْنُ جُمَيْعٍ الْبَصْرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الصِّدِّيقُونَ ثَلَاثَةٌ: حَبِيبٌ النَّجَّارُ مُؤْمِنُ آلِ يَاسِينَ الَّذِي قَالَ: {يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ} ، وَحِزْقِيلُ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ الَّذِي قَالَ: {أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ} ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الثَّالِثُ، وَهُوَ أَفْضَلُهُمْ[35]

یہ روایت عمرو بن جمیع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

أ. یہ روایت موضوع ہے کیوں کہ اس کی سند میں عمرو بن جمیع ہے جو کذاب تھا۔[36]

ب. ابن عدی کہتے ہیں کہ کذاب اور خبیث تھااور احادیث وضع کرنے سے متہم تھا۔[37]

ت. امام نسائی کہتے ہیں کہ متروک الحدیث تھا۔[38]

8. رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ حِكَايَةً عَنْ رَبِّ الْعِزَّةِ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِي عَنْ مَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ[39]

"رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو میری یاد مجھ سے دعا مانگنے سے مشغول رکھے تو میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔"

اس روایت کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: نا عُثْمَانُ بْنُ زُفَرَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي الصَّهْبَاءِ هَكَذَا قَالَ: عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ[40]

سند پر تبصرہ

ابن حبان کہتے ہیں: یہ حدیث موضوع ہے کیوں کہ یہ صفوان کے علاوہ دوسری سند سے منقول نہیں ہے۔[41]

عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إسرائيل[42]

"میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔"

حدیث پر تبصرہ

اَ. علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس کی کوئی اصل معلوم نہیں۔[43]

ب. حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے استاد ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور اُس سے قبل امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ اس روایت کا کسی معتبر کتاب میں وجود تک نہیں ہے[44]۔

9. أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ لِأَجْلِي[45]

"میں اُن دلوں میں رہتا ہوں جو میرے لیے ٹوٹ گئے ہوں۔"

حدیث پر تبصرہ

اَ. الہروی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس روایت کے مرفوع ہونے کی کوئی اصل نہیں ہے[46]۔

ب. محمد الامیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے[47]۔

نتائج

تفسیر الکبیر قرآنی علوم کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جس میں قرآنی علوم کے علاوہ دیگر علوم کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں نقلی دلائل کے بجائے عقلی کو ترجیح دی گئی ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو سکتی ہے کہ یہ تفسیر فرقہ باطلہ کے اعتراضات کے رد میں لکھی گئی ہے۔ جس طرح بیسویں صدی میں علامہ عبدالحق حقانی نے تفسیر "فتح المنان" عیسائیوں کے اعتراضات کے رد میں لکھی۔ کتب صحاح ستہ سے نہایت کم استفادہ کیا گیا ہے۔ سند کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس کے اکثر احادیث روایات بالمعنیٰ ہیں

حواشی و حوالہ جات

1 ابن خلکان، ابو عباس شمس الدین احمد بن محمد، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان 4: 248، دار صادر، بیروت، 1900ء

2 ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ 13: 55، دار الفکر، بیروت، 1407ھ

3 وفیات الاعیان 4: 249

4 گوہر رحمٰن، علوم القرآن 2: 544، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، 2010ء

5 حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون 2: 1756، دار احیاء التراث العربی، 1941ء

6 ندوی، عبدالسلام، امام رازی: 25، مکتبہ جدید پریس، لاہور، 2013ء

7 الذہبی، محمد حسین، التفسیر والمفسرون 1: 208، مکتبہ وہبہ، قاہرہ، (س۔ن)

8 عثمانی، محمد تقی، علوم القرآن: 503، مکتبہ دار العلوم کراچی، پاکستان، 1415ھ

9 الرازی، محمد بن عمر، تفسیر الکبیر 27: 467، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1420

10 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب: الحروف والقراءات، حدیث(3990) ،المکتبہ العصریہ، بیروت،(س-ن)

11 سنن ابوداؤد، حدیث(3990)

12 تفسیر الکبیر27: 471

13 الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، الدعا للطبرانی، باب: فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ، حدیث(۱۷۰۰)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۳ھ---البیہقی، احمد بن حسین بن علی، الاسماء والصفات، باب: ذِكْرِ الْأَسْمَاءِ الَّتِي تَتْبَعُ إِثْبَاتَ الْبَارِي جَلَّ ثَنَاؤُهُ ،حدیث(۱۹) مکتبہ السوادی، جدہ، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء

14 البخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، التاریخ الکبیر2: 70، حدیث(1720) دائرہ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، دکن،(س-ن)

15 ابن حبان، محمد بن حبان، المجروحین والضعفاء والمتروکین3: 43، حدیث(1097)، دار الوعی، حلب، 1396ھ

16 ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی، الموضوعات1: 145 ،المکتبہ السلفیہ، مدینہ، 1388ھ

17 تفسیر الکبیر27: 476

18 الطبری، محمد ابن جریر، جامع البیان فی تأویل القرآن21: 320، مؤسسہ الرسالہ، 1420ھ---الثعلبی، احمد بن محمد بن ابراہیم، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن8: 255 دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 2002ء

19 النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، الضعفاء والمتروکون1: 110، ترجمہ(462) دار الوعی، حلب، 1396ھ

20 ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد، المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین3: 98، ترجمہ(1175) دار الوعی، حلب 1396ھ

21 ابن ابی حاتم الرازی، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس، الجرح والتعدیل9: 251، ترجمہ(1053)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1952ء

22 تفسیر الکبیر27: 479

23 البزار، ابو بکر احمد بن عمرو، مسند البزار مسند (ابی حمزہ انس بن مالک)، حدیث(6339) مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منور، 2009ء

24 الجرح والتعدیل4: 301، ترجمہ(1311)

25 تفسیر الکبیر27: 487

26 تفسیر الثعلبی8: 266

27 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد، تقریب التہذیب1: 269، ترجمہ(2830) دار الرشد، سوریا، 1406ھ

28 المزی، یوسف بن عبدالرحمٰن، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال12: 582، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، 1400ھ

29 نفس مصدر12: 583

30 تفسیر الکبیر27: 502

31 ابی داؤد ،سلیمان بن اشعث، المراسیل1: 294، کتاب : الطھارۃ، باب: الاضرار، حدیث(407) مؤسسہ الرسالہ، بیروت، 1408ھ

32 الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، باب: مَنِ اسْمُهُ: مُحَمَّدٌ، حدیث(5193) دار الحرمین، القاہرہ(س-ن)

33 الھیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، تاب: الْبُیُوع، باب: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ، حدیث (6536) مکتبہ القدسی، قاہرہ، 1414ھ

34 تفسیر الکبیر 27: 509

35 الشیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، فضائل علی رضی اللہ عنہ، حدیث (1072) مؤسسہ الرسالہ، بیروت، 1403ھ

36 مجمع الزوائد 8: 25

37 الجرجانی، ابواحمد بن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال 6: 196، لکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1976ء

38 نفس مصدر

39 تفسیر الکبیر 27: 528

40 البخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، التاریخ الکبیر 2: 115، ترجمہ (1879)، دائرہ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، دکن (س-ن)

41 الموضوعات لابن جوزی 3: 166

42 تفسیر الکبیر 27: 563

43 الزرکشی، محمد بن عبداللہ بن بہادر، التذکرہ فی الاحادیث المشہورہ 1: 166، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1406ھ

44 السخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن، المقاصد الحسنہ 1: 459، دار الکتاب العربی، بیروت، 1985ء

45 تفسیر الکبیر 27: 566

46 الہروی، علی بن (سلطان) محمد، الموضوعات الکبری 1: 117، دار الامانہ، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، (س-ن)

47 المالکی، محمد الامیر الکبیر، النخبۃ البہیۃ فی الأحادیث المکذوبۃ علی خیر البریۃ، حدیث (44)، المکتب الاسلامی، بیروت، 1988ء